بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

أَلحَمْدُ لله رَبِّ العَالَمِينَ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِينَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجمَعِين ، وَبَعْدُ:

109: سورۃ الکافرون کی مختصر تفسیر

جزء عم ؔ کی تفسیر کا درس جاری ہے مختصر تفسیر ہم بیان کر رہے ہیں اور آج کی نشست میں سورۃ الکافرون کی مختصر تفسیر بیان کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝١ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝٢ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝٣ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝٤ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝٥ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝٦﴾(الکافرون:1-6)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ (کہہ دیجیے اے کافرو!)۔

﴿لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ﴾ (میں عبادت نہیں کرتا جس کی تم عبادت کرتے ہو)۔

﴿وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ﴾ (اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں)۔

﴿وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ﴾ (اور نہ میں عبادت کرنے والا ہوں جس کی تم عبادت کرتے ہو)۔

﴿وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ﴾ (اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں)۔

﴿لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ﴾ (تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین ہے)۔

سورۃ الکافرون مکی سورۃ ہے اور چھ آیتیں ہیں اور اس عظیم سورۃ کے نزول کی جو وجہ ہے بعض علماء بیان کرتے ہیں جیسا کہ ابن جریر الطبری نے اور دیگر علماء نے بیان کیا ہے کہ مشرکین عرب نے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام سے ایک گزارش کی آخر میں کہ ایسا کرتے ہیں اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کرتے ہیں اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں گے کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے، اور ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت بھی کریں اس طریقے سے دونوں خوش۔

اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے یہ کہا گیا ہے کہ بعض مشرکین عرب کے سردار اکٹھے ہوئے اور انہوں نے یہ عرض کی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (یعنی جب باقی سارے حیلے ختم ہو گئے انہوں نے کہا) اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ایک کام کرتے ہیں آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں اور ہم آپ کے معبودوں کی عبادت کرتے ہیں اُس کا یہ فائدہ ہوگا کہ اگر خیر آپ کے معبود کی عبادت میں ہے تو اس خیر میں ہم بھی شامل ہو جائیں گے کیونکہ ہم نے بھی اس کی عبادت کی ہے، اور اگر خیر ہمارے معبودوں کی عبادت میں ہے تو آپ بھی اس خیر میں شامل ہو جائیں گے کیونکہ آپ نے ہمارے معبودوں کی عبادت کی ہے، تو اس طریقے سے ہم سب خیر میں شریک ہو جائیں گے تو خیر چھوٹے گا نہیں ہم سب سے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان آیا ہے تا قیامت: ﴿قُلْ﴾ (کہہ دیجیے اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)؛ کس سے کہیں؟ ہر کافر سے جو لوگ یہ ڈیمانڈ (Demand) کر رہے ہیں آپ سے، بعض کہتے ہیں کہ ایک سال ہم آپ کے معبود کی خالص عبادت کرتے ہیں اور دوسرے سال آپ ہمارے معبودوں کی بھی عبادت کریں، یا کوئی بھی کافر ہو چاہے مشرکین عرب میں سے ہو یہود میں سے ہو نصاریٰ میں سے ہو کوئی بھی ہو اعلان ہو چکا ہے: ﴿قُلْ﴾ (کہہ دیجئے اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

﴿يَاَيُّهَا﴾ ندا ہے اعلان ہے، ﴿الْكٰفِرُوْنَ﴾ کافروں کے لیے؛ اس میں تمام کافر شامل ہیں، مشرکین عرب، یہود، نصاریٰ، ہندو، بدھسٹ جتنے بھی کافر ہیں: ﴿قُلْ يَاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾۔ اور اس سورۃ کی ابتداء ﴿قُلْ﴾ سے ہوئی ہے؛ قل کا لفظ یہ قل فعل اُمر ہے ، جب فعل اُمر کی بات آتی ہے تو ایک طرف حکم دینے والا ہے اُمر دینے والا ہے، اور دوسری طرف اُمر لینے والا ہے۔

حکم اللہ تعالیٰ کا چلتا ہے حکم اللہ تعالیٰ کا ہے، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید البشر ہیں سید ولد آدم سید الخلق ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے احکام جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے اُن احکام کو بجالانے میں حق ادا کیا ہے لیکن خالق کا درجہ کبھی پا نہیں سکتے، افضل الخلق ہیں مامور ہیں کیونکہ عبد ہیں معبود نہیں ہیں۔

﴿يَاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ (اے کافرو!) ﴿لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ﴾ (میں عبادت نہیں کرتا جس کی تم عبادت کرتے ہو)۔

میں ایک اللہ کی عبادت کرتا ہوں اخلاص کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا ہوں اور تم جن کی عبادت کرتے ہو اپنے ہاتھوں سے اُن کو تراشتے ہو تمہارے اپنے بنائے معبود ہیں، ربّ ذوالجلال کا مقام کہاں اور ان معبودوں کی حیثیت کیا ہے؟!

اس لیے میں کبھی بھی تمہارے معبودوں کی عبادت نہیں کرنے والا اعلان ہو چکا ہے، چاہے کچھ بھی ہو جائے!

اور یہ ہر مومن کا زبان حال ہے کہ وہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے گا ہی نہیں، عبادت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے ﴿لَآ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ﴾؛ کوئی بھی معبود جس کی عبادت کی گئی ہو مومن کے ایمان کا یہ تقاضہ ہے جس ایمان کی اساس توحید ہے کہ وہ عبادت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرا ہی نہیں سکتا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا! تصور بھی نہیں کر سکتا کرنا تو دور کی بات ہے!

اُس کا عقیدہ اتنا مضبوط ہے عبادت کے اعتبار سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہیں ٹھہرا سکتا (مقرر فرشتہ ہو ، یا اللہ تعالیٰ کا پیارا نبی ہو، یا کوئی بھی ولی ہو، سوال ہی نہیں پیدا ہوتا! کیونکہ مخلوق کی حیثیت مخلوق کی ہے اور خالق کا مقام خالق کا ہے، عابد معبود کبھی برابر ہو نہیں سکتے کیونکہ خالق اور مخلوق کبھی برابر نہیں ہو سکتے: ﴿لَآ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ﴾۔

﴿وَلَآ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَآ اَعۡبُدُ﴾: اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔

تم اللہ کی عبادت بھی کرتے ہو؛ اللہ کو پکارتے تھے کہ نہیں مشرکین عرب؟ طواف کرتے تھے، صدقات بھی دیتے تھے، قربانیاں بھی کرتے تھے، حج بھی کرتے عمرہ بھی کرتے تھے، نماز بھی پڑھتے تھے عجب بات دیکھیں!

یہ صحیح مسلم کی حدیث میں آیا ہے سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "میں اسلام قبول کرنے سے تین سال پہلے نماز بھی پڑھا کرتا تھا"؛ دورِ جاہلیت میں اسلام تو نہیں تھا، کہتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے تین سال پہلے میں نے نماز پڑھی ہے۔

تو نماز بھی پڑھتے تھے (سبحان اللہ) لیکن اِن عبادات میں دوسروں کو بھی شریک کیا کرتے تھے، پکارتے اللہ تعالیٰ کو بھی تھے اور لات اور عزیٰ کو بھی تھے اپنے معبودوں کو بھی تھے، قربانی اللہ تعالیٰ کے لیے بھی کرتے معبودوں کے لیے بھی کرتے تھے۔

بُت کی طرف جاتے تھے وہ بُت جس کو اپنے ہاتھوں سے تراشتے تھے بکرا ذبح کرتے تھے اس عقیدے کے ساتھ کہ یہ بُت جو ہے اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ اور صالح بندہ تھا۔ یہ اس کی علامت ہے صرف، یہ اللہ تعالیٰ کے اولیاؤں میں سے تھا، یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتا تھا: ﴿مَا نَعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِيُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلۡفٰى﴾ (الزمر:3)، ہم پکارتے ضرور ہیں نذر و نیازیں بھی کرتے ہیں قربانیاں بھی دیتے ہیں لیکن صرف اِن کے لیے نہیں ہیں، کرتے اللہ کے لیے ہیں لیکن نام ان کا ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے؟ ﴿قُلۡ يٰۤاَيُّهَا الۡكٰفِرُوۡنَ﴾: کافر ہو تم کیونکہ یہ طریقہ یہ عقیدہ کافروں کا ہے مشرکین کا ہے۔

﴿وَلَآ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَآ اَعۡبُدُ﴾: تم کبھی بھی اس کی عبادت نہیں کرنے والے جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔

کرتے تو تھے اللہ تعالیٰ کی عبادت لیکن وہ عبادت اللہ تعالیٰ کو پہنچتی ہی نہیں تھی، شرک عمل کو اکارت کر دیتا ہے، شرک سے کوئی عمل باقی کوئی عبادت باقی رہتی ہی نہیں ہے! جتنے بھی انہوں نے اچھے اعمال کیے تھے سب اکارت ہو گئے!

شرک کے ساتھ کوئی اچھا عمل ٹھہر نہیں سکتا کوئی عبادت باقی رہ نہیں سکتی اس لیے کیا فرمایا؟ ﴿وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ﴾: نہیں عبادت کرنے والے تم جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور جو کرتے ہو اس کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے؛ اور یہ ہر مشرک کے لیے اعلان ہے! دیکھیں ﴿لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ﴾ ہر مومن کے لیے ہے، ﴿وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ﴾ ہر مشرک کے لیے ہے، کیونکہ مشرک وہ ہے جو غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کے برابر شریک کر دیتا ہے عبادت کے اعتبار سے، پکارتا اللہ تعالیٰ کو ہے اور کسی اور کو بھی ہے، مانگتا اللہ تعالیٰ سے بھی ہے کسی اور سے بھی ہے، قربانی اللہ تعالیٰ کے لیے بھی ہے کسی اور کے لیے بھی ہے، صدقات ہیں خیرات ہیں، نذر و نیازیں ہیں، توکل ہے، ڈر ہے، خوف ہے، امید ہے، کوئی بھی عبادت ہے اللہ تعالیٰ کے لیے بھی ہے اور غیر اللہ کے لیے بھی ہے! سن لو مشرکو! ﴿وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ﴾۔

پھر سے: ﴿وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ﴾ (اور نہ میں عبادت کرنے والا ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو) ﴿وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ﴾ (اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں)۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تکرار ہے یہ دو آیتیں مکرر ہیں، ایک جیسی ہیں اور مکرر ہیں تاکید کے لیے اس میں علماء کے چار اقوال ہیں جیسا کہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے بیان فرمایا:

(۱) پہلا قول ہے کہ یہ مکرر آیتیں ہیں، فرماتے ہیں کہ یہ قول ضعیف قول ہے کیونکہ لفظ تکرار لفظ کے اعتبار سے معنی کے اعتبار سے ہوتا ہے، یہاں پر لفظ مختلف ہے۔

﴿اَعْبُدُ﴾ اور ﴿اَنَا عَابِدٌ﴾: ﴿اَعْبُدُ﴾ فعل ہے، اور ﴿عَابِدٌ﴾ اسم ہے، تو تکرار بغیر وجہ کے نہیں ہوتی تکرار تاکید کے لیے ہوتی ہے اور یہاں پر تاکید سے بڑھ کر معنی موجود ہے۔

(۲) دوسرا قول ہے کہ یہ مستقبل کے لیے ہے کہ:

﴿لَآ اَعْبُدُ﴾: میں عبادت نہیں کرتا اس وقت (اب)۔

﴿وَلَآ اَنَا عَابِدٌ﴾: مستقبل میں بھی عبادت نہیں کروں گا۔

اور ﴿وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ﴾: ابھی، اور دوسرا ﴿وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ﴾ یعنی مستقبل میں۔

فرماتے ہیں: بعض ایسے مشرکین عرب تھے جو اسلام میں داخل تو ہوئے ہیں۔

تو پھر یہ کیسے مستقبل کی تو نفی ہو گئی نا؟! وہ کیسے ہے اس کا جواب بعض علماء نے دیا ہے کہ اِن سے وہ مراد ہیں جنہوں نے اسلام میں داخل ہونا ہی نہیں تھا جنہوں نے توحید کا راستہ اختیار کرنا ہی نہیں تھا وہ کبھی اللہ کی عبادت کرنے والے نہیں تھے۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے اسباب نزول میں کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ مشرکین کے بعض سردار اکٹھے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ عرض کی انہوں نے کہ اے محمد! مان جاؤ کچھ نہیں جائے گا اگر ہمارے معبودوں میں خیر ہے تم بھی شامل ہو جاؤ گے اگر تمہارے معبود میں خیر ہے ہم بھی شامل ہو جائیں گے تو خیر سے کوئی محروم نہیں ہو گا۔

اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ کبھی ایمان نہیں لانے والے، اس تعلق سے ہے۔

(۳) تیسرا قول جو ہے جو اس سے زیادہ قوی ہے وہ یہ ہے کہ عبادت کے اعتبار سے فعل کے اعتبار سے نفی کی گئی ہے کہ جو میں فعل کرتا ہوں عبادت جو میں کرتا ہوں وہ تم کرنے والے نہیں ہو؛ میری عبادت توحید پر قائم ہے تمہاری عبادت شرک پر قائم ہے تو دونوں برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟! اس لیے ناممکن ہے! تو فعل کے اعتبار سے نفی ہے۔

(۴) چوتھا قول جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا اختیار ہے وہ یہ ہے کہ پہلا جو جملہ ہے ﴿لَآ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ﴾ یہ فعل کے اعتبار سے ہے کہ ہمارا فعل کبھی ایک جیسا ہو نہیں سکتا، اور دوسرا ہے قبول کے اعتبار سے (اور میں کبھی قبول کرنے والا نہیں) نہ میں تمہارے معبود کو کبھی قبول کرنے والا ہوں اور نہ تم میرے معبود کو کبھی قبول کرنے والے ہو، نہ میں شرک کو قبول کر سکتا ہوں اور نہ تم توحید کو کبھی قبول کر سکتے ہو۔ تو قبول کے اعتبار سے اور راضی ہونے کے اعتبار سے نفی کی گئی ہے۔

الغرض، یہ پیارے معانی ہیں ان چار آیتوں کے جو ایک جیسے لگتے ہیں، پوری سورۃ میں دیکھیں دو آیتیں مختلف ہیں باقی ساری آیتیں ملتی جلتی ہیں:

﴿قُلۡ يٰۤاَيُّهَا الۡكٰفِرُوۡنَ﴾،

اور آخر میں ﴿لَكُمۡ دِيۡنُكُمۡ وَلِىَ دِيۡنِ﴾؛

اور اصل اعلان بھی یہی ہے ﴿قُلۡ يٰۤاَيُّهَا الۡكٰفِرُوۡنَ﴾، ﴿لَكُمۡ دِيۡنُكُمۡ وَلِىَ دِيۡنِ﴾:

بیچ میں یہ تفصیل آگئی ہے ﴿لَآ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۝٢ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ۝٣ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ ۝٤ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ۝٥﴾۔

﴿لَكُمۡ دِيۡنُكُمۡ وَلِىَ دِيۡنِ﴾: یہ سب کیوں ہے؟ کیونکہ ہم دونوں کے دین تو ہیں لیکن دونوں جدا ہیں۔

دیکھیں عبادت دیندار ہی تو کرتا ہے نا بے دین تو عبادت نہیں کرتا بے دین تو ربّ کو مانتا ہی نہیں ہے اس کا تو دین ہی نہیں ہوتا! جس کا دین ہے وہ ربّ کی عبادت ضرور کرتا ہے لیکن دو برابر نہیں ہوتے، وہ جو توحید کی اساس پر ربّ کی عبادت کرتا ہے اس کا دین الگ ہے، اور وہ جو شرک کی اساس پر ربّ کی عبادت کرتا ہے اس کا دین الگ ہے دونوں ایک ساتھ ہو ہی نہیں سکتے۔

توعبادت کے اعتبار سے دین کی کتنی قسمیں ہیں؟ دو ہیں؛ جو شرک کی اساس پر قائم ہے الگ دین ہے، جو توحید کی اساس پر قائم ہے وہ الگ دین ہے۔

آج آپ خود دیکھیں لیں ہمارا دین کون سا والا ہے، توحید کی اساس پر قائم والا ہے تو اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے پر چلنے والا ہے:

﴿لَآ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۝۲﴾، ﴿وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ ۝۴﴾ اسی پر قائم ہے۔

اور جس کا دین شرک کی اساس پر قائم ہے وہ مشرکین کے راستے پر چلنے والا ہے ابو جہل ابو لہب کے راستے پر چلنے والا ہے اور ان آیات میں شامل ہے:

﴿وَلَآ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَآ اَعۡبُدُ ۝۳﴾، ﴿وَلَآ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَآ اَعۡبُدُ ۝۵﴾۔

برأت کا اعلان ہے:

﴿لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ﴾: تمہارا دین تمہیں مبارک ہو جو تم چاہتے ہو، شرک پر خوش رہنا چاہتے ہو تو رہو تمہاری مرضی ہے لیکن میرا دین تمہارے دین سے جدا ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ تب تھا جب ابھی جہاد فرض نہیں ہوا تھا جہاد کے بعد یہ آیت منسوخ ہو گئی ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ آیت منسوخ نہیں ہوئی ہے؛ کافر مشرک اگر اپنے شرک پر قائم رہنا چاہتا ہے تو اپنا سَر جھکا کر جزیہ دے دے، ذلیل و خوار ہو کر جزیہ دے دے اور رہے اپنے دین پر جس پر وہ رہنا چاہتا ہے، شرک پر رہنا چاہتا ہے رہے اُس کی مرضی ہے اُس کا ربّ ہے اس کا حساب لینے والا لیکن عزت کے ساتھ اس زمین پر رہ نہیں سکتا وہ کیونکہ عزت کے قابل ہی نہیں ہے وہ کیونکہ شرک سے بڑھ کر کوئی ذلالت نہیں ہے کوئی غلاظت نہیں ہے، اور جو گندگی میں رہنا چاہتا ہے شرک کی غلاظت میں رہنا چاہتا ہے تو رہے اس کی مرضی ہے لیکن سَر اٹھا کر نہیں جی سکتا وہ سَر جھکا کر اس کو جینا پڑے گا اور جزیہ دے کر اسے جینا پڑے گا چاہے یہودی ہو، نصرانی ہو، مجوسی ہو، ہندو ہو، کوئی بھی ہو کیونکہ دونوں کے دین جدا ہیں: ﴿لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ﴾۔

یہ چند اہم باتیں تھیں اس عظیم سورۃ کے تعلق سے یہ مختصر سی تفسیر ہے۔

بعض ساتھی کہتے ہیں کہ آپ مختصر کہتے ہیں اور آدھا آدھا گھنٹہ لے جاتے ہیں مختصر کیسے ہوئی؟! آج کم وقت میں تھوڑی سی باتیں کی ہیں اگر آپ متوسط کہیں تو اس میں جو الفاظ ہیں ان کی الگ سے تفسیر کرنے پڑے گی، اگر مزید زیادہ کرنا پڑا تو جملوں کی الگ کرنی پڑے گی، الفاظ الگ، پھر جو آیتیں ہیں ان کا آپس میں تناسب الگ، پھر سورۃ کی ابتداء سورۃ کی انتہا کو ملا کر الگ، اور جو مختلف پیغامات ہیں ان کو الگ تو پھر کافی ٹائم لگ جاتا ہے۔

یہ مختصر سی چند اہم باتیں جو ہیں بنیادی پیغام کے تعلق سے بیان کی ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور آسانی فرمائے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (109: سورۃ الکافرون کی مختصر تفسیر) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio